ع خلیفہ اور لوگوں پر حاکم تھے جس پر مسلمانوں کا اجتماع ہوا۔ ان کے لئے اس بات کا امکان نہ تھا کہ وہ لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ وہ خود شائستہ اور سزاوار تھے کہ لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ انھوں نے مسلمانوں کی حفاظت اور خون خرابہ اور ہرج ومرج سے امت کو بچانے اور اسلام کو شکست سے دور رکھنے کے لئے لوگوں کی بیعت کو قبول کیا۔

جب شام کے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ قاتلان عثمان بن عفان کو ان کے حوالے کیا جائے تو فرمایا: پہلے بیعت کر کے اطاعت کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ اس کے بعد حق کے لئے درخواست کرو تا کہ اس تعلق سے کام کیا جائے۔ اس تعلق سے علی ع سب سے زیادہ خیر کی دعوت دینے والے اور ان کی فکر وسوچ سب سے زیادہ صحیح تھی۔ کیونکہ اگر جلدی میں قصاص کرنا چاہتے تو قاتل قبیلوں کے لوگ, قاتلوں کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوتے اور ایک جنگ اور شروع ہو جاتی۔ اس وجہ سے انھیں مہلت دی تا کہ خلافت کی بیعت اور حکومت کی تشکیل کا مسئلہ سب کی طرف سے انجام پا جائے تا کہ صحیح طریقہ پر محاکمہ اور فیصلہ ہو سکے۔ اس تعلق سے کسی کو اختلاف نہیں کہ فتنہ اور قوم میں انتشار کو روکنے کے لئے حاکم کو حق ہے کہ وہ قصاص کے مسئلہ کو تاخیر سے انجام دے۔

لہذا جس کسی نے بھی حضرت علی ع پر خروج کیا وہ باغی اور ستمگر ہے۔ باغی وستمگر سے جنگ جب تک وہ تسلیم نہ ہو جائے یا صلح نہ کر لے واجب ہے۔ حضرت علی ع کی جنگ شام کے لوگوں سے جنھوں نے بیعت سے انکار کیا اور جمل وخوارج کے افراد سے جنھوں نے بیعت کو توڑ ڈالا تھا واجب وبرحق تھی۔ ان لوگوں پر واجب تھا کہ حضرت علی ع کی خدمت میں حاضر ہوتے, ان کے مقابل ادب سے بیٹھتے اپنی رائے پیش کرتے اور ان سے

درخواست کرتے کہ صحیح ہونے کی صورت میں ان کو انجام دیا جائے۔ چونکہ کسی نے بھی یہ کام انجام نہیں دیا اس لئے سب کے سب باغی و سرکش قرار پائے اور قران کی آیت کے مطابق, جس میں پروردگار کا حکم ہے کہ ''جو گروہ حق سے سرکشی کرے اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کو تسلیم کرلیں''۔

معاویہ نے سعد ابن وقاص کو مورد الزام قرار دیا کہ اس نے جنگ میں ساتھ نہ دیا۔ سعد نے جواب دیا: ہاں پشیمان ہوں کہ کیوں سرکش و باغی گروہ کے خلاف جنگ میں شرکت نہ کیا (سرکش و باغی سے مراد معاویہ اور اس کے پیروافراد تھے)۔

جصاص (وفات ۳۷۰ ہجری) تفسیر احکام القرآن جلد۳ صفحہ۴۹۲ پر لکھتا ہے کہ علی ع کی جنگ سرکش گروہ سے برحق تھی اس تعلق سے کسی نے مخالفت نہیں کی ہے۔ آلوسی نے تفسیر روح المعانی جلد۲۶ صفحہ۱۵۱ پر حاکم نیشابوری اور بیہقی کے حوالہ سے عبداللہ ابن عمر کا قول نقل کیا ہے کہ کسی تعلق سے اس قدر پشیمان نہیں ہوں جتنا اس تعلق سے کہ سرکش گروہ کے ساتھ جنگ میں شرکت نہ کرنے پر ہوں۔ آلوسی نے بعض حنبلی علماء سے نقل کیا ہے کہ جنگ سرکشوں سے واجب ہے اور علی ع نے اپنی خلافت میں ان سے جنگ کی۔ علی ع نے کافروں سے جھاد کیا اور علی ع کا عمل جھاد سے برتر تھا۔

اگر ہوا و ہوس انسان کی عقل کو مغلوب نہ کرے اور حسد کی آگ نظر کو اندھا نہ کردے تو حق کا ہمیشہ علی کے ہمراہ ہونا واضح ہوجاتا ہے۔ (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ۴۶ تا ۴۸)۔

قریش کا اضطراب اور حضرت علی ع کی خلافت سے وحشت :

قریش اور دین سے منحرف وہ افراد جنھیں تیسری خلافت میں بغیر کسی جائیز وجہہ کے خاص امتیازات سے نوازا گیا تھا وہ سب حضرت علی ع کی بیعت اور آپ کی خلافت و حکومت سے مضطرب ورنجیدہ تھے مگر چونکہ عوام وخواص حضرت علی ع کے علاوہ کسی کو خلافت کے لئے قبول کرنے راضی نہ تھے اور حضرت ع کے شرائط کو قبول کر کے بیعت کر رہے تھے لہذاء ان افراد نے بھی حضرت علی ع کی بیعت کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ دیکھا اور مجبور ہو کر بیعت کی مگر حضرت علی ع سے اپنے مشرک بزرگوں کے قتل کی وجہہ سے جو دشمنی و کینہ دل میں رکھتے تھے اسے بھولے نہ تھے۔ ان میں پیش پیش بنی امیہ تھے کیونکہ حضرت علی ع نے عتبہ ابن ربیعہ (معاویہ کا دادا) ولید ابن عتبہ (معاویہ کا ماموں) حنظلہ (معاویہ کا بھائی) کو قتل کیا تھا جو شرک و بت پرستی کے محکم ستون تھے۔ ان کے علاوہ وہ سب افراد جو اس بات کا خوف رکھتے تھے کہ حضرت علی ع کے دور خلافت میں انھیں بیت المال کو لوٹنے کا موقع نہیں ملے گا بلکہ بیت المال سے تیسری خلافت میں لوٹا ہوا مال وزمین لوٹانا بھی پڑئگا۔ وہ سب اس بیعت سے رنجیدہ ومضطرب تھے۔

ولید ابن عقبہ کا بیعت کرنا:

ولید ابن عقبہ و سعید ابن عاص ومروان ابن حکم تینوں ملکر حضرت علی ع کے پاس جب بیعت کرنے کے لئے آئے تو بیعت کرنے سے قبل ولید نے اعتراض کیا کہ آپ نے ہمارے بزرگوں کو قتل کیا۔ میرے باپ اور سعید کے باپ کو جنگ بدر میں قتل کیا جبکہ

وہ دونوں ہمارے قبیلہ کی عزت و آبرو تھے۔ مروان اوراسکے باپ حکم پرلعنت کی اوراسے برا کہااور بےعزتی کی جبکہ تیسرے خلیفہ نے انھیں موردحمایت قراردیا تھا۔تیسرے خلیفہ کوبھی اس تعلق سے جھڑک دیا تھا۔ان واقعات کے باوجود میں بیعت کرنے تیار ہوں بشرطیکہ:

ا۔ہر کام جوہم نے انجام دیا ہےاس سے چشم پوشی اختیار کرو۔

۲۔جو کچھ مال ودولت ہمارے پاس ہے اسے واپس نہ لو۔

۳۔خلیفہ عثمان کے قاتلین کوقتل کرو۔

اس کے جواب میں حضرت علی ع نے فرمایا: تم نے جو یہ کہا کہ میں نے تمہارے بزرگوں کو قتل کیا توحق یہی تھا کہ وہ مشرک قتل ہوتے اورمیرافرض تھا کہ ان کوقتل کرتا۔ یہ جو شرط رکھی کہ اب تک جوتم نے کیا ہے اسے نظرانداز کردوں اور محاکمہ نہ کروں۔ مجھے اس کی اجازت نہیں ہے کہ اللہ کے حقوق کےتعلق سے کسی کومعاف کروں۔ مال ودولت جوتمہارے اختیار میں ہے اسے واپس نہ لوں اور بخش دوں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو اللہ کی طرف سے دوسرے مسلمانوں کے لئے ہے وہ تمہارے لئے بھی ہوگا۔ انصاف تمہارے ساتھ بھی کیا جایئگا۔ خلیفہ عثمان کے قاتلوں کےتعلق سے یہ کہ اگران کوقتل کرنا مجھ پرآج واجب ہوتوکل ان سے جنگ کرنی ہوگی (قاتلین خلیفہ اتنے زیادہ ہیں کہ اگران کوقتل کرنا آج واجب ہوجائے توکل مسلمانوں میں جنگ وخون ریزی شروع ہو جائے گی)۔

تم کو یہ حق ہے کہ تم پر قرآن اوررسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق حکومت ہواورجس

کے لئے حق کے مطابق عمل مشکل ہو یقینا باطل اس کے لئے مشکل تر ہو گا۔ اگر چاہتے ہو تو وہاں چلے جاؤ جہاں تمہارے بہت سے افراد چلے گئے ہیں (یعنی معاویہ کے پاس)۔ یہ سن کر مروان نے کہا کہ ہم یہاں پر رہینگے اور آپ کی بیعت کریں گے اور دیکھیں گے کیا ہوتا ہے (تاریخ یعقوبی جلد۲ صفحہ ۱۷۸۔ طرحہای رسالت جلد۳ صفحہ۲۱)۔

بیعت لینے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے اقدامات:

پہلا قدم مولا علی ع نے معاشرہ کی اصلاح اور گذشتہ انحرافات کے علاج اور عدل و انصاف برقرار کرنے کے لئے اٹھایا۔ حکم صادر فرمایا کے تمام مال و دولت اور زمین جسے گذشتہ خلیفہ نے اپنے خاندان کے افراد یا دوسرے افراد کو بغیر کسی وجہ وعلت کے بخشا ہے اسے بیت المال لوٹا دیا جائے۔ اگر کسی نے اسے اپنی زوجہ کا مہر قرار دیا ہو یا اس مال سے کنیز خریدی ہو تب بھی اسے لوٹانا پڑے گا اس لئے کہ انصاف میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اور جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اس کے لئے ظلم میں اور بھی زیادہ تنگی ہو گی (نہج البلاغہ ۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد۱ صفحہ۲۴۲)

اس حکم کو سن کر وہ تمام افراد جنھوں نے تیسری خلافت میں مال و جائداد و زمین حکومت کی مدد سے جمع کیا تھا وہ سب رنجیدہ و پریشان اور مولا علی ع سے مقابلہ وسرکشی کے لئے اپنی ساری قدرت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمرو بن عاص نے اس حکم کے تعلق سے معاویہ کو لکھا کہ تم جو بھی ارادہ رکھتے ہو اسے انجام دو کیونکہ ابو طالب کا بیٹا ع تمہارا سارا مال جسے تم نے جمع کیا ہے لے لے گا اور جس طرح لکڑی سے چھال اتار لی جاتی ہے عصاء بنانے کے لئے اسی طرح تمہاری کھال بھی اتار

لے گا(الغدیر جلد ۷ صفحہ ۲۸۸) ۔

طلحہ وزبیر بھی جنھیں تیسرے خلیفہ نے کثیر دولت اور بڑی بڑی زمینیں عطا کی تھیں اس حکم کو سن کر ان پر خوف ووحشت طاری ہوگئی اور حضرت ع سے بغاوت وسرکشی کے لئے آمادہ ہوگئے۔

دوسرا قدم جو علی علیہ السلام نے عدل وانصاف کو جاری کرنے کے لئے اٹھایا وہ ان تمام حکمرانوں کو ہٹانا تھا جو تیسری خلافت میں خلیفہ کی طرف سے حاکم قرار دئے گے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام ان حکمرانوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی حکومت میں رکھنا نہیں چاہتے تھے۔آپ نے فرمایا ان کو حاکم کے عنوان سے قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ میں ان کے ظلم وستم کی تائید کرر ہا ہوں۔

معاویہ ابن ابوسفیان کو مدینہ سے مسلسل خبریں مل رہی تھیں اور مولا علی علیہ السلام کے احکام جو معاشرہ کی اصلاح کے تعلق سے تھے ان سے بھی وہ واقف ہو چکا تھا۔معاویہ جانتا تھا شورای عمر کے تمام افراد کے دلوں میں خلافت کی تمنا کروٹیں لے رہی ہیں لہذء انھیں خلافت کی امید دلا کر آسانی سے بھڑکایا جاسکتا ہے۔چنانچہ معاویہ نے زبیر ابن عوام کو خط لکھا کہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برائے بندہ الہی زبیر(امیر المومنین) از معاویہ بن ابی سفیان۔ سلام ہو تم پر۔میں نے شامیوں سے تمہاری خلافت کے لئے بیعت لے لی ہے۔تمام شام کے لوگ تمہاری بیعت کے لئے ایسا ہجوم کیے جیسے دودھ دینے والے جانور دودھ دینے کے لئے ہجوم کرتے ہیں اور یہ لوگ تمہاری بیعت کے لئے ہم پر زور ڈال رہے

ہیں۔تم صرف کوفہ اور بصرہ کو اپنی حفاظت میں رکھو تا کہ علی ع کے ہاتھ میں نہ چلے جائیں۔کیونکہ ان دوشہروں کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد دوسری زمینوں کی اہمیت نہ رہے گی۔میں نے طلحہ کوتمہارا ولیعھد قرار دیا ہے اور تمہارے بعد ان کی بیعت کرونگا۔ عثمان ابن عفان (خلیفہ) کے خون کے مطالبہ کے عنوان سے قیام کرو اور لوگوں کو اسی کے لئے دعوت دو۔اس کام میں سچی لگن کے ساتھ اتحاد کو باقی رکھو۔اللہ تمہیں کامیابی عطا کرے اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے (الامام علی صوت العدالتہ الانسانیہ ص ۹۷۰)۔

اس خط نے زبیر وطلحہ کو اس قدر تحریک کیا کہ بصرہ کے فتنہ کو برپا کیا اور ۲۰ ہزار افراد کے قتل کا باعث بنے۔اسلام کے چہرہ کو خون آلودہ اور اسلام کے پیکر کو شدید زخمی کیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی تاریخ میں معاویہ کا زبیر کے لئے شام کے لوگوں سے بیعت کا لینا نہیں ملتا۔

معاویہ ابن ابوسفیان ایک کے بعد ایک فتنہ کو برپا کرتا رہا اور مسلمانوں کے قتل و گمراہی کے علاوہ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کا بھی باعث بنا۔

معاویہ کی مولا علی ع سے بغاوت وسرکشی کی وجوہات

ا۔حسد وکینہ:

بنی امیہ عام طور پر اور معاویہ خاص طور پر خاندان بنی ہاشم سے اور خاص طور پر رسول اسلام حضرت محمد ﷺ اور مولا علی ع سے شدید کینہ وحسد رکھتے تھے۔اعلان نبوت کے ساتھ ہی بنی امیہ کی دشمنی کینہ وحسد کی وجہ سے شروع ہوئی۔رسول اللہ ﷺ نے کینہ وحسد کی آگ کو خاموش کرنے کے لئے فتح مکہ کے بعد بنی امیہ کو معاف کر کے ابو سفیان کے گھر کو پناہ گاہ قرار دیا تھا مگر ان لطف ومہربانیوں کے باوجود بنی امیہ اپنی دشمنی سے باز نہ آئے۔

۲۔حب دنیا وحکومت:

معاویہ ابن ابوسفیان اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر حضرت علی ع کو خلافت مل گئی تو وہ معاویہ کو چند دن کے لئے بھی اپنی حکومت میں شامل کرنے کے لئے راضی نہ ہوں گے۔اگر مصلحت کی بنا پر کچھ دن کے لئے شامل بھی کرلیں تو فورا معزول کردینگے کیونکہ حضرت علی ع نے ہمیشہ ظلم وستم کی مخالفت کی ہے اور عدل وانصاف کو برپا کرنے کے لئے خلافت کو قبول کیا ہے۔چنانچہ اپنی خلافت کے پہلے ہی دن حکومت کی پالسی بیان فرمادی تھی کہ:

تمام مال ودولت اور زمین جسے گذشتہ خلیفہ نے اپنے خاندان کے افراد یا دوسرے افراد کو بغیر کسی وجہ وعلت کے بخشا ہے اسے بیت المال لوٹا دیا جائے۔اگر کسی نے اسے اپنی زوجہ کا مہر قرار دیا ہو یا اس مال سے کنیز خریدی ہو تب بھی اسے لوٹانا پڑے گا اس لئے کہ

انصاف میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اورجس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اس کے لئے ظلم میں اوربھی زیادہ تنگی ہوگی (نہج البلاغہ ۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد۱صفحہ ۵۴۲) ۔

اس اعلان کے بعد معاویہ کے لیے کوئی امید باقی نہیں رہی تھی کہ اسے شام کی گورنری پر باقی رکھا جایئگا۔معاویہ جانتے تھے کہ شام کی گورنری سے ہاتھ دھونے کےعلاوہ وہ سب مال و دولت جسے تیسرے خلیفہ کے دورحکومت میں جمع کیا ہے اسے بھی بیت المال کولوٹانا پڑے گا اور باقی عمرایک عام مسلمان کی طرح زندگی بسر کرنی ہوگی۔یہ حقیقت معاویہ جیسے شخص کے لیے جو روزجزاو سزا , قیامت و حساب وکتاب پرایمان وعقیدہ نہ رکھتا ہو, غیرقابل برداشت تھی۔

جیسا کہ اس سےقبل تحریر کیا گیا کہ حضرت علی ع کے اعلان کے بعد کہ غیرقانونی طریقہ پرحاصل کی گئی دولت وزمین بیت المال کولوٹادی جائے, عمرعاص نے معاویہ کولکھا تھا کہ:

تم جوبھی ارادہ رکھتے ہواسے انجام دوکیونکہ ابوطالب کا بیٹاع تمہاراسارامال جسے تم نے جمع کیاہے لے لے گااورجس طرح لکڑی سے چھال اتارلی جاتی ہے عصاء بنانے کے لئے اسی طرح تمہاری کھال بھی اتارلےگا (الغدیرجلد۷صفحہ۲۸۸) ۔

لہذاء معاویہ نے جوحضرت علی ع سے درخواست کی تھی کہ اسے اپنے مقا م پر باقی رکھا جائے وہ ایک بہانہ تھا کہ اسے وقت مل جائے تا کہ وہ اپنی حکومت کی بنیاد کومزید مضبوط کر کے مولاعلی ع کے خلاف بغاوت کرسکے۔وہ شام کے مسلمانوں کودھوکہ دینا

چاہتا تھا یہ کہہ کر کہ حضرت علی ع نے اپنی حکومت کے استحکام کے لیے میری گورنری کو قبول کرلیا ہے مگر میں انھیں خلافت کے لیے مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ وہ تیسرے خلیفہ کے قاتلوں کی حمایت کرر ہے ہیں۔

چنانچہ تواریخ میں نقل ہے کہ معاویہ نے امیر المومنین ع کو خط لکھ کر درخواست کی کہ اسے شام پر باقی رکھا جائے یا مصر کی گورنری عطا کی جائے مگر مولا علی ع نے اس کی یہ درخواست قبول نہیں کی (تاریخ ابن کثیر جلد۸ صفحہ ۱۲۸)۔

معاویہ اوراس کے پیرو اچھی طرح جان چکے تھے کہ حضرت علی ع کی حکومت میں کوئی موقع ملنے والا نہیں ہے لہذا بغاوت پر آمادہ ہو گے۔

حضرت علی ع نے بھی معاویہ کو سرکوب کرنے کے لئے ارادہ کرلیا تھا مگر طلحہ و زبیر اور ام المومنین عایشہ کی سرکشی و بغاوت کی وجہ سے اس فتنہ کو دبانے کے لئے آپ ع کو پہلے بصرہ جانا پڑا جس کی وجہ سے معاویہ کو وقت مل گیا کہ وہ قتل عثمان ابن عفان کے خون کو بہانہ بنا کر لوگوں کو حضرت علی ع کے خلاف صف آراء کر سکے۔

۳۔معاویہ ابن ابوسفیان کا شام کے عوام پر نفوس:

معاویہ دوسری اور تیسری خلافت کے دوران شام کے علاقہ پر کسی خلیفہ کے نمائندہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک خود مختار ڈیکٹیٹر کی طرح اپنی حکومت کی بنیاد ڈال چکے تھے۔ بیت المال کی مدد سے بیشمار دنیا پرست افراد کو اپنے اطراف جمع کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ان افرد کے توسط سے کافی قدرت حاصل ہو چکی تھی لہذا کسی مشکل کے بغیر اور کسی قانون وشرائط پر عمل کے بغیر حکومت کرنا معاویہ کے لیے ممکن ہو چکا تھا۔ یہی

نہیں بلکہ اپنے خاندان کے لیے حکومت کو موروثی کرنا بھی ممکن ہو گیا تھا۔

شام کے عوام اسلام سے قبل بھی بنی امیہ سے آشنا تھے۔جس زمانے میں ھاشم کو مکہ اور کعبہ کی سرپرستی ملی اس وقت ان کے جوڑواں بھائی امیہ نے شام میں اپنے اور اپنی اولاد کے لئے تجارت شروع کی۔اسلام کے بعد بھی یہ سلسلہ اور ربط باقی رہا۔ پہلی خلافت میں خلیفہ ابوبکر نے لشکر اسلام کی سرپرستی یزید ابن ابوسفیان کو دی اور فتح شام کے بعد اسے وہاں کی گورنری عطا کی۔ یزید ابن ابوسفیان کی موت کے بعد دوسرے خلیفہ عمر نے اس کے بھائی معاویہ کو اس کی جگہ پر منسوب کیا۔اس طرح حضرت علی ع کی خلافت کے لیے بیعت کے وقت تک معاویہ تقریبا ۲۳ سال شام کے عوام پر اپنا تسلط برقرار کر چکے تھے۔معاویہ اس مدت میں اپنی حکومت کے لیے کسی بھی اسلامی, دینی اخلاقی قانون کے پابند نہ تھے سوائے بیت المال سے لوگوں کو خریدنے اور ان کو راضی رکھنے کے۔اسی بیت المال سے حضرت علی ع کی حکومت کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے اور ان کی حکومت کے لیے مشکلات ایجاد کرنے میں کامیاب بھی رہے۔ان شرارتوں کی وجہ سے ہر لحظہ معاویہ کی قدرت میں اضافہ ہوتا گیا۔

۴۔طلحہ وزبیر کا خروج:

طلحہ وزبیر کا بیعت کو توڑ کر, خون خواہی عثمان کو بہانہ بنا کر جنگ جمل برپا کرنے کی وجہ سے مسلمانوں میں اختلاف ایجاد ہوا اور معاویہ کو موقع فرہم ہوا کہ وہ لوگوں کو تحریک کرے, انھیں حضرت علی ع کے خلاف جمع کرے نظم وامن کو برباد کر کے لوگوں کو خلیفہ وقت کے خلاف بغاوت پر اکسائے۔جنگ صفین جو درحقیقت جنگ جمل ہی کا سلسلہ

ہے جس میں خون عثمان کا مطالبہ کرنے والے جو جنگ جمل میں بچ گئے تھے, وہ معاویہ سے ملکر صفین کو برپا کیئے۔

۵۔گذشتہ خلفاء کا انحراف:

معاویہ نے اپنی حضرت علی ع سے مخالفت کی ایک وجہہ گذشتہ خلفاء کی حضرت علی ع کی بعنوان جانشین رسول اللہ ﷺ بیعت کرنے کے باوجود ان کی مخالفت کرنا قرار دیا ۔گذشتہ خلفاء ابوبکر , عمر اور عثمان نے حضرت علی ع کی بیعت کرنے کے باوجود مخالفت کی اور ان پر سبقت حاصل کی اور خلافت حاصل کی اور مسلمانوں نے انھیں بعنوان خلیفہ قبول کیا, لہذاء میں بھی ان خلفاء کی پیروی کرر ہا ہوں۔ معاویہ نے محمد بن ابوبکر کے خط کے جواب میں لکھا:

"تمہارے باپ (ابوبکر) اور ان کے فاروق (عمر) پہلے تھے جنھوں نے علی ع کا حق غصب کیا اور ان کی خلافت کی مخالفت کی۔رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے آپس میں سازش کی, علی کو اپنی بیعت کے لیے طلب کیا۔۔۔۔۔۔وہ کرسی خلافت پر بیٹھے حکومت کی اور علی ع کو حکومت میں شریک نہ کیا۔اپنے راز ان پر ظاہر نہ کیے یہاں تک کہ انھیں موت آ گئی۔

لہذاء یہ وہ کام ہے جس کی بنیاد تمہارے باپ نے رکھی, اپنی خواہش کو انجام دیا اور اب میں بھی ان کا شریک ہوں۔اگر تمہارے باپ اس کام کو ہمارے لیے مثال قرار نہ دیتے تو ہم بھی ابن ابو طالب کی مخالفت نہیں کرتے اور حکومت و خلافت کو ان کے حوالے کر دیتے۔۔۔۔(کلام مسعودی حاشیہ ابن اثیر جلد۶ صفحہ۷۸۔۷۹)۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ معاویہ کی حضرت علی ع سے بغاوت و مخالفت کی وجہ گذشتہ خلفاء کی مخالفت آغاز خلافت میں برائے جانشینی رسول اللہ ﷺ تھی۔

٦۔ پیراہن عثمان کے ذریعہ مخالف پروپکنڈہ:

معاویہ نے بہترین طور پر محسوس کرلیا تھا کہ قانونی حکومت کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کا بہترین بہانہ مقتول خلیفہ کے خون کا مطالبہ ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے اس نے بڑی رقم دے کر تیسرے خلیفہ کا خون آلودہ کرتا اور ان کی بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلی خرید لی تھی۔ لوگوں کے جذبات کو ابھارنے اور قانونی خلیفہ کے خلاف عوام کو تحریک کرنے کے لیے معاویہ نے اس پیراہن و انگلی کو جامع مسجد میں نصب کر کے کچھ بوڑھے افراد کو اس پر نوحہ سرائی کرنے کے لئے پیسے دیکر ایک عرصہ تک لوگوں کے جذبات سے فائدہ اٹھاتا رہا۔

یہ پروپکنڈہ اس قدر کامیاب رہا کہ جب امیر المومنین کا نمائندہ معاویہ کے پاس حضرت ع کا حکم لیکر آیا کہ معاویہ اور شام کے عوام حضرت علی ع کی بیعت کریں تو معاویہ نے اہل شام سے مشورہ کیا کہ اس کا کیا جواب دیا جائے تو انھوں نے کہا کہ امیر المومنین سے جنگ کرینگے اور تسلیم نہ ہوں گے۔

حقیقت یہ تھی کہ معاویہ کے لیے خلیفہ عثمان کا قتل کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا بلکہ وہ خود قاتلین کا مددگار تھا اور خلیفہ کی مدد کی درخواست پر کوئی توجہ نہ دی, یہاں تک کہ خلیفہ قتل کر دیا گیا۔

معاویہ کوشام کی گورنری سے ہٹانے کا حکم:

امیرالموءمنین علی علیہ السلام کے لئے سب سے اہم مسئلہ بیعت لینے کے بعد شام پر معاویہ ابن ابوسفیان کی گورنری کا تھا۔اس کی اہمیت اس وقت موجود تمام سیاسی مسائل میں سب سے زیادہ تھی۔بعد میں پیش آنے والے تمام یا اکثر مشکلات جیسے حکمیت , خوارج کا وجود میں آنا اوران کا قیام اورخود مولا علی ع کی شہادت,وغیرہ ,ان سب کی وجہہ یہی مسئلہ بنا۔

مولاعلی ع کی خلافت کے پہلے دن ہی چالاک عرب مغیرہ ابن شعبہ مولا علی ع کی خدمت میں پہنچا اور سوال کیا کہ معاویہ کے تعلق سے کیا قدم اٹھانے والے ہیں۔ فرمایا: اسے ہٹادونگا چونکہ میں اسے مسلمانوں پرحکومت کرنے کے لایق نہیں سمجھتا ہوں۔ مغیرہ نے امام ع کومشورہ دیا کہ ایسانہ کریں بلکہ اس کی شام پرطولانی حکومت کے پیش نظر اسے اپنے مقام پر رہنے دیں اوراس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ معزولی کا حکم سن کر بغاوت کربیٹھے ۔لہذاء بہتر یہ ہے کہ امام ع فی الحال اس کو برداشت کرلیں یہاں تک کہ ایک دوسال میں امام ع کی حکومت تمام علاقہ مشرق سے مغرب تک مستحکم ہوجاے تواس کے بعد اطمنان کے ساتھ معاویہ کومعزول کرنے کا کام شروع کیا جاے۔

مولاعلی ع نے فرمایا: میں ریاکاری نہیں کرونگا۔میں دودن کے لئے بھی اجازت نہیں دونگا کہ معاویہ مسلمانوں کے جان ومال وناموس پر مسلط رہے۔

مغیرہ دوسرے دن پھرآیا اورمولاعلی ع کی خدمت میں پہنچا اور معاویہ کے معزول کرنے

کے فیصلہ کی تائیدو تعریف کی اور امام ع کی خدمت سے رخصت ہو گیا۔
ابن عباس نے مولا علی ع سے معاویہ کے تعلق سے امام ع کا نظریہ دریافت کیا اور مغیرہ کے آنے کی وجہہ پوچھی۔ امام ع نے مغیرہ کی دونوں دن کی گفتگو بیان کی۔ گفتگو سنے کے بعد ابن عباس نے عرض کیا کہ میں سمجھتا ہوں کل مغیرہ نے حسن نیت اور خیر خواہی سے گفتگو کی اور آج کی گفتگو بد نیتی اور دھوکے پر مبنی تھی۔ بہرصورت معاویہ کے ساتھ مدارا کرنا بہتر ہے بجائے اس کے کہ اسے اپنے خلاف کرلیں (طرحہا ی رسالت جلد۲ صفحہ ۲۱۵)۔
امام ع نے ابن عباس کے نظریہ کو رد کرتے ہوئے دوبارہ اپنے قطعی فیصلہ کی تائید کی اور اسے تکرار فرمایا۔سب سے اہم اعتراض جو امام ع خلیفہ عثمان اور ان کی حکومت کے تعلق سے خلیفہ سے کرتے رہے وہ معاویہ کا شام کے لوگوں پر بعنوان گورنر تسلط باقی رکھنے کے تعلق سے تھا۔لہذا جب آپ ع کو اختیار ملا تو معاویہ کے علاوہ تمام گورنروں کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور معاویہ سے جنگ کے لے تیاری شروع کردی مگر طلحہ وزبیر اور ام المومنین عایشہ کی وجہہ سے اس کام میں کچھ دیری ہوئی۔ امام ع نے پہلے ان کے برپا کئے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور بعد میں معاویہ کے فساد کو ختم کرنے نکلے۔

اعتراض:

حضرت علی ع کی خلافت کے تعلق سے کہ اجماع کا دعوی کیوں کر صحیح ہے جب کہ کچھ نامور افراد نے بیعت نہیں کی تھی۔

اعتراض: سعد ابن ابی وقاص, عبداللہ ابن عمر, اسامہ ابن زید اور محمد ابن مسلمہ نے نہ بیعت کی اور نہ جنگ جمل میں شرکت کی۔

جواب: یہ بات مشہور اور صحیح ہے کہ ان افراد نے جنگ جمل میں حضرت علی ع کے لشکر میں شامل ہونے سے انکار کیا اور جنگ سے دوری اختیار کی, مگر یہ بات صحیح نہیں ہے کہ ان لوگوں نے بیعت بھی نہ کی تھی۔

ابومخنف لوط بن یحیا ازدی (وفات ۱۵۷ ہجری) نے اپنی کتاب جنگ جمل میں روایت نقل کی ہے کہ جب امیر المومنین ع نے بصرہ کی جانب (جنگ جمل) حرکت کا ارادہ کیا تو اطلاع ملی کہ سعد ابن ابی وقاص, اسامہ ابن زید, محمد بن مسلمہ اور عبداللہ ابن عمر لشکر کے ہمراہ حرکت کرنے تیار نہیں ہیں۔ امیر المومنین ع نے پیغام بجھوایا کہ میری بیعت تم لوگوں کی گردن پر ہے اس کے باوجود میں تمہیں مجبور کرنا نہیں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ لشکر میں رہو, مگر لشکر میں شامل نہ ہونے کی وجہہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ سعد ابن وقاص نے کہا: میں اس جنگ میں شرکت کرنا پسند نہیں کرتا۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں کسی مومن کو قتل کر ڈالوں۔ اگر مجھے ایسی تلوار دی جائے جو مومن و کافر کا فرق ظاہر کر سکے تو میں ہمراہ چلنے تیار رہوں۔

اسامہ نے جواب دیا کہ آپ ع میری نظر میں اللہ کی سب سے محترم شخصیت ہیں۔ میں نے

اللہ کی بارگاہ میں وعدہ کیا ہے کہ لاالہ الا اللہ کہنے والے کے خلاف جنگ نہ کروں گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں میں نے مشرکوں کے خلاف ایک جنگ میں شرکت کی تھی۔میں نیزہ لے کر ایک مشرک کی طرف دوڑا,اس نے ڈر کر لاالہ الا اللہ زبان پر جاری کیا,میں نے اس پر توجہ نہ دی اور اسے نیزہ سے ہلاک کر دیا۔جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ص نے مجھ سے سوال کیا: اے اسامہ کیا تم نے لاالہ کی گواہی دینے والے کو بھی قتل کر دیا؟۔میں نے عرض کیا کہ اس نے اپنی نجات کی خاطر زبان پر لاالہ جاری کیا تھا۔رسول اللہ ﷺ فرمایا: کیا تمہیں اسے قتل کرتے ہوئے اللہ کا خوف نہ ہوا؟۔اسامہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کافروں کے خلاف جنگ میں شرکت کرو اور اگر جنگ مسلمانوں کے درمیان ہو تو اپنی تلوار کو پتھر پر مار کر توڑ ڈالو۔

عبداللہ ابن عمر نے کہا: میں اس جنگ کی کچھ حقیقتوں سے واقف نہیں ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے مجبور نہ کیجئے کہ میں اس جنگ میں شرکت کروں۔

امیرالمومنین ع نے ان سے پوچھا کیا تم لوگ میری بیعت میں نہیں ہو؟۔انھوں نے جواب دیا کہ ہیں۔اس پر امام ع نے فرمایا: جاؤ اللہ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔

علماء اسلام نے اس پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر کیا کہ سعد ابن ابی وقاص کو مولا علی ع سے حسد تھا, جس کی وجہ سے اس نے شرکت سے انکار کیا تھا۔وہ دوسرے خلیفہ کی شورا کا ممبر تھا, طلحہ و زبیر کی طرح وہ بھی خلافت کی لالچ رکھتا تھا۔

اسامہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کے زمانے میں لشکر کا سردار بنایا تھا اور جناب

ابوبکر وجناب عمر اور جناب عثمان پر سرداری عطا کی تھی۔ اسامہ جانتا تھا کہ مولا علی ع اسے وہ منصب عطا نہ کریں گے جو گذشتہ تین خلافتوں میں اسے ملا تھا۔ اور وہ گذشتہ کے واقعات سے خوف زدہ بھی تھا۔ اسلئے اسامہ نے شرکت نہیں کی۔

محمد بن مسلمہ خلیفہ سوم کے مخصوص دوستوں میں سے تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ طلحہ وزبیر کے ساتھ رہے اور یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ طلحہ وزبیر کے دشمنوں کی بھی مدد کرے لہذا اس نے جنگ میں شرکت نہ کی۔

عبداللہ ابن عمر کو مولا علی ع سے خاندانی دشمنی تھی۔ مولا علی ع نے اس کے بھائی عبیداللہ ابن عمر کے قتل کو جس نے ہرمزگان (قاتل خلیفہ دوم کے دوست) کو بلا کسی جرم کے قتل کیا تھا قصاص کے عنوان سے جائز قرار دیا تھے۔ عبیداللہ اپنے بھائی کی مدد سے شام فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ مولا علی ع کے خلیفہ ہونے کی بعد سے عبداللہ ابن عمر پر وحشت طاری تھی۔

یہ تاریخی حقایق ہیں جن کی وجہ سے ان افراد نے جنگ جمل میں شرکت نہ کی تھی۔ اگر اس حقیقت کے باوجود کوئی یہ خیال کرے کہ ان کی عدم شرکت ان حضرات کے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے تھی تو ان افراد کے علاوہ اور بھی بہت سے افراد نے علنی طور پر دشمنی کا اظہار کیا اور بیعت نہ کی۔ ان میں زید ابن ثابت, حسان ابن ثابت, مروان ابن حکم, عبداللہ ابن زبیر, فرزندان عثمان ابن عفان, (خلیفہ سوم), بنی امیہ کے قبیلہ کے افراد جو تیسرے خلیفہ کے قتل کے وقت خلیفہ کے گھر پر موجود تھے, سب شامل ہیں۔ یہ سب کے سب بنی ہاشم سے دشمنی میں شہرت رکھتے تھے زمانہ جاہلیت میں اور اسلام لانے کے بعد بھی لہذا ان

سب نے مولا علی ع کی مخالفت کی ۔ اس مخالفت کے باوجود حضرت علی ع کی خلافت کو ان کی دشمنی اور انکار بیعت سے کسی قسم کا خدشہ وارد نہ ہوا (نبرد جمل شیخ مفید صفحہ ۵۱ تا ۵۵)

مولا علی ع چاہتے تھے کہ ظلم وستم ختم ہو جائے مگر قریش اپنی دشمنی کو آخری حد تک پہنچائے ہوئے تھے اور ہر طرف سے مولا علی ع کے خلاف سرکشی و نافرمانی شروع ہو گئی ۔ کچھ افراد نے بیعت کی مگر ساتھ نہ دیا اور کنارہ کشی اختیار کی ۔

انشاءاللہ اس کے بعد کے واقعات جنگ جمل, جنگ صفین و جنگ نہروان کے عنوانات کے تحت تفصیلی سے بیان ہوں گے ۔